نہ آئی پائے استغنا میں اک ہلکی سی لغزش بھی
مرے رستے میں ٹھوکر بن کے دنیا بار بار آئی

یہ حسرت تھی کہ داغِ دل کی لَو جلدی بھڑک اٹھے
یہ قسمت تھی کہ اب کے دیر میں فصلِ بہار آئی

نہ جانے میں کہاں بھٹکا کیا ہمراہ رہبر کے
سنا ہے میں نے منزل دور تک مجھکو پکار آئی

یہ جوشِ رنگ و بو یہ حسن کے مفت نظر جلوے
کہیں کہدوں نہ گھبرا کر کہ دنیا سازگار آئی

وہ روز اک شان سے سیماب مصروفِ تجلی ہیں
سمجھ میں آج وجہ انقلابِ روزگار آئی

فکرِ اشعر

از جناب حبیب اشعر صاحب دہلوی

عظمتِ اسلاف دہرانے سے کچھ حاصل نہیں
ذکرِ ماضی ہیچ ہے، جب فکرِ مستقبل نہیں

دیکھئے قسمت کہ لطفِ زندگی حاصل نہیں
وہ نگاہِ ناز جرأت آزمائے دل نہیں

صرف دل تھا، کیفیاتِ عشق کا سرمایہ دار
وہ بھی اب تیری نگاہِ ناز کے قابل نہیں

تو وہ رہبر، جس کو ہر دم دوریٔ منزل کا رنج
میں وہ رہرو، جس کو فکرِ قربتِ منزل نہیں

دور باش اے ڈوب مرنے کی تمنا دور باش!
خوبیٔ قسمت سے تاحدِ نظر ساحل نہیں

ایک دن وہ تھا کہ قبضہ میں تھی ساری کائنات
ایک دن یہ ہے کہ اپنا دل بھی اپنا دل نہیں

دیکھ دیوانے، نگاہِ حسن سے دھوکا نہ کھا
یہ وہ لیلیٰ ہے کہ جو آسودۂ محمل نہیں

غایتِ ہر آرزو۔ ناکامیٔ جاوید ہے
حاصلِ حسرت سوائے حسرت حاصل نہیں

خوش ہوں اے اشعر کہ مجھ پر طعنہ زن ہوتی ہیں
وہ نگاہیں جن کو تمیزِ حق و باطل نہیں